①

03619

۲۳/ ۱۲۸۰ فتویٰ نمبر

دار الافتاء · فتویٰ نمبر ۸۷/۱۲۲۵ · جامعہ دارالعلوم کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم — استفتاء نمبر: 5012

374

بخدمت جناب مفتی صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک خاتون نے طلاق سے متعلق ایک استفتاء بھیجا تھا، الحمدللہ اس کا جواب موصول ہو گیا، مگر اپنی کوتاہ فہمی اور کم علمی کی بنا پر اس جواب سے مکمل سیرابی حاصل نہ ہو سکی ہے بلکہ ذہن مزید الجھ کر رہ گیا۔ تسکین قلب کی خاطر مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ بات آپ کے سامنے ذکر کر دوں جسکی وجہ سے جواب سے طمانیت حاصل نہ ہو سکی۔

دریافت شدہ مسئلہ کی اصل بنیاد یہ ہے کہ طلاقِ ثلاثہ کے بعد شوہر نے جو وطی کی ہے، وہ وطی بالشبہ کے تحت داخل ہے یا زنا کے تحت۔ پہلی صورت میں وہی حکم ہوگا جو فتویٰ میں مذکور ہے کہ عدت میں ابتداء پیدا ہو جائے گا اور حلالہ درست نہ ہوگا۔ لیکن دوسری صورت میں عدت واجب نہ ہوگی اور حلالہ درست ہوگا کیوں کہ زنا کی عدت نہیں ہوتی۔ کما قال الشامی:

فلا عدة لزنا بل يجوز تزوج المزني بها وإن كانت حاملاً ولكن يمنع عن الوطء حتى تضع وإلا فيندب له الاستبراء ط

وفی شرح الوهبانية:

لو زنت المراة لا يقربها زوجها حتى تحيض لاحتمال علاقها من الزنا فلا يسقي ماءه زرع غيره ..... وفی الشامی: فإن المشهور في المذهب ان ماء الزنا لا حرمة له .. ج۵، ص۲۱۲ درالمختار

مسئلہ میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وطی الحی الزوج، وطی بالشبہ کے تحت داخل نہیں ہے کیوں کہ جب شوہر نے اس بات کی تصدیق کی کہ ہم حرام کر رہے تھے تو اسی تصدیق کے ضمن میں یہ اقرار بھی کر لیا کہ وہ وطی کو حلال نا سمجھتا تھا، خاص کر وہ آخری وطی جو حلالہ سے دو روز قبل ہوئی اور جس کو ہم نے عدت کی ابتداء بنایا کیوں کہ وہ ایک صاحب علم سے مسئلہ دریافت کرنے کے بعد ہوئی ہے۔

نیز اگر ہم فقدانِ علم کے سبب مذکورہ بات کو نہ بھی لیں تو اتنی بات مسلم ہے کہ وضع حمل تمام عدتوں کی انتہاء ہے اس کے بعد عورت پر کسی قسم کی عدت کا شبہ باقی

(بجاری ہے)

نہیں رہتا۔ اب شوہر عورت کو لاکھ حلال سمجھے، اس کے ظن کا غیر محل میں ہونے کی وجہ سے
کچھ اعتبار نہ ہوگا۔ کما فی الہدایۃ

ومن طلق امرأته ثلاثا ثم وطیها فی العدة وقال علمت انها علیَّ حرامٌ
حُدَّ، لزوال ملك المحل من كل وجهٍ فتكون الشبهة منتفية وقد نطق
الكتاب بانتفاء الحل وعلى ذلك الاجماع ولا يعتبر قوله قول المخالف
فيه لانه خلاف لا اختلافٌ ولو قال ظننت انها تحل لی لا يحد؛ لان الظن
فی موقعه؛ لان اثر الملك قائم فی حق النسب والحبس والنفقة فاعتبر ظنه
فی اسقاط الحد۔

کتاب الحدود - باب: الوطی الذی یوجب الحد والذی لا یوجبه - (۲/۳۹۴)

یہی وہ بات ہے جس کی وجہ سے جواب سے موافقت نہ ہو سکی آپ سے گذارش
ہے کہ اس کی مناسب توجیہ ذکر فرما دیں۔ شکریہ

سید محمد قاسم شاہ

0315-8900992

22-4-2016

دار الافتاء

(جواب منسلک ہے)

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً و مصلیاً

جواب سے پہلے بطورِ تمہید مندرجہ ذیل تفصیل ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے:

شوہر کے مقرِّ طلاق یا منکرِ طلاق ہونے کے اعتبار سے تین طلاق کے بعد ایامِ عدت میں وطی کرنے کی شرعی لحاظ سے مختلف صورتیں ہیں:

۱. پہلی قسم: شوہر مقرِ طلاق ہو، پھر وطی کرے، اسکی دو صورتیں ہیں:

(۱) حرمت کا علم ہونے کے باوجود وطیٔ کرے، یہ محض زنا ہے، اور زنا کی عدت نہیں ہوتی۔(کما فی العبارۃ الأولیٰ)

(۲) حرمت کا علم نہ ہو اور شبہ کی بنا پر وطیٔ کرے، یہ وطیٔ بالشبہ ہے، اسکی عدت تفریق سے شروع ہوتی ہے۔(کما فی العبارۃ الأولیٰ)

۲. دوسری قسم: شوہر منکرِ طلاق ہو، پھر وطی کرے، اس صورت میں جب شوہر کم از کم دو آدمیوں کے سامنے یہ اقرار کرے کہ میں نے ماضی میں فلاں وقت اپنی بیوی کو طلاق دے دی تھی تو اب اس اقرار کے وقت سے بیوی کی عدت شروع ہوگی۔(کما فی العبارۃ الأولیٰ والسابعۃ)

اُس تمہید کے بعد عرض ہے کہ سوال میں ہدایہ کی جس عبارت کو بنیاد بنا کر شبہ ذکر کیا گیا ہے وہ عبارت شوہر کے اقرارِ طلاق کے بعد وطی سے متعلق ہے، یعنی کہ اسکا تعلق پہلی قسم کی دونوں صورتوں کیساتھ ہے، جیسا کہ (فتاویٰ ہندیہ سے نقل کردہ) العبارۃ الأولیٰ اور (رد المحتار سے نقل کردہ) العبارۃ الثانیۃ میں اقرارِ طلاق کا صراحۃً ذکر ہے، جبکہ اصل سوال میں ذکر کردہ تفصیل کے مطابق مذکورہ شخص منکرِ طلاق تھا یعنی اسکا تعلق دوسری قسم (منکر طلاق) سے تھا، نہ کہ پہلی قسم (مقرِ طلاق) سے، کیونکہ وہ تیسری طلاق کا منکر تھا اور اسکے نزدیک صرف دو طلاقیں ہوئی تھیں، شوہر کے یہ الفاظ "میں نے تو دو طلاق دی تھی" اسکی واضح دلیل ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب کوئی شخص پہلے طلاق کا منکر ہو پھر کچھ عرصے کے بعد کم از کم دو آدمیوں کے سامنے یہ اقرار کرے کہ میں نے ماضی میں فلاں وقت اپنی بیوی کو طلاق دے دی تھی تو اب اس اقرار کے وقت سے بیوی کی عدت شروع ہوگی۔(کما فی العبارۃ السابعۃ)

دار الافتاء

﴿جاری ہے۔۔﴾

Scanned by CamScanner

نیز اس اقرارِ طلاق کے تحقق کیلئے محض میاں بیوی کے درمیان اقرار پایا جانا کافی نہیں، بلکہ لوگوں میں اس طلاق کے وقوع کا مشہور ہو جانا اور کم از کم دو لوگوں کے سامنے شوہر کا خود اقرار کرنا ضروری ہے۔ (۱۰۱ فی العبارۃ السادسۃ)

اور منسلکہ فتویٰ ﴿۲۳/۱۷۸۰﴾ کے متعلق عرض ہے کہ اس میں شوہر پہلے سے تیسری طلاق کا منکر تھا اور اسکے نزدیک صرف دو طلاقیں ہوئی تھیں، جس سے اس نے رجوع کر لیا تھا۔ پھر جب اس نے کم از کم دو آدمیوں کے سامنے اس تیسری طلاق کا اقرار کیا تو اب اس اقرار کے وقت سے اسکی بیوی کی عدت شروع ہوئی۔ اس سے پہلے اس تیسری طلاق کی عدت شروع ہی نہیں ہوئی تھی (اسی وجہ سے وضع حمل کو اس طلاق کی عدت کی انتہا قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ وضع حمل تک اس تیسری طلاق کی عدت شروع ہی نہیں ہوئی تھی) پھر دورانِ عدت (حلالہ کیلئے) نکاح کر لیا گیا تو یہ نکاح شرعاً معتبر نہ ہوا جس کی وجہ سے حلالہ نہ ہوا جیسا کہ منسلکہ فتویٰ میں مذکور ہے۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ منسلکہ فتویٰ درست ہے۔

﴿العبارة الأولي﴾ الفتاوى الهندية كتاب الطلاق، الباب الثالث فى العدة (۱/ ۵۳۳ ط دار الفكر)

وأما المطلقة ثلاثا إذا جامعها زوجها في العدة مع علمه أنها حرام عليه ومع إقراره بالحرمة لا تستأنف العدة ولكن يرجم الزوج والمرأة كذلك إذا قالت: علمت بالحرمة ، ووجدت شرائط الإحصان ، ولو ادعى الشبهة بأن قال : ظننت أنها تحل لي تستأنف العدة بكل وطأة وتتداخل مع الأولى إلا أن تنقضي الأولى فإذا انقضت الأولى وبقيت الثانية والثالثة كانت هذه عدة الوطء لا تستحق النفقة في هذه الحالة وهذا الذي ذكرنا إذا جامعها مقرا بطلاقها ، وأما إذا جامعها منكرا لطلاقها فإنها تستقبل العدة كذا في الذخيرة .

﴿العبارة الثانية﴾ حاشية ابن عابدين كتاب الطلاق باب العدة (۳/ ۵۲۱ ط سعيد)

(قوله: وكذا لو كتم طلاقها لم تنقض زجرا)... والحاصل أنه إن كتمه ثم أخبر به بعد مدة فالفتوى على أنه لا يصدق في الإسناد بل تجب العدة من وقت الإقرار سواء صدقته، أو كذبته، وإن لم يكتمه بل أقر به من وقت وقوعه، فإن لم يشتهر بين الناس فكذلك، وإن اشتهر بينهم تجب العدة من حين وقوعه وتنقضي إن كان زمانها مضى، وهذا إذا لم يكن وطئها بشبهة ظن الحل وإلا وجبت بالوطء عدة أخرى وتداخلتا كما مر، وكذا كلما وطئها تجب عدة أخرى فلا يحل لها التزوج بآخر ما لم تمض عدة الوطء

دار الافتاء

﴿جاری ہے۔۔﴾

Scanned by CamScanner

الأخير، بخلاف ما إذا كان الوطء بلا شبهة فإنه لا يوجب عدة لتمحضه زنا والزنا لا يوجب عدة كما مر.

﴿العبارة الثالثة﴾ الدر المختار كتاب الطلاق باب العدة(٣/ ٥٢١ ط سعيد)

وفيها: أبانها ثم أقام معها زمانا، إن مقرا بطلاقها تنقضي عدتها لا إن منكره وفي أول طلاق جواهر الفتاوى: أبانها وأقام معها فإن اشتهر طلاقها فيما بين الناس تنقضي وإلا لا؛ وكذا لو خالعها، فإن بين الناس وأشهد على ذلك تنقضي وإلا لا هو الصحيح، وكذا لو كتم طلاقها لم تنقض زجرا.

﴿العبارة الرابعة﴾ وفي رد المحتار تحته:(٣/ ٥٢١)

(قوله: ثم أقام معها) أطلقه فشمل ما إذا وطئها، أو لا. اهـ. ط

(قوله: إن مقرا بطلاقها تنقضي عدتها) أي يكون ابتداؤها من وقت الطلاق والظاهر أن المراد إقراره بين الناس لا مجرد إقراره به عندها مع تصديقها له، وأن المراد إقراره به من حين التطليق، وبه ظهر الفرق بين هذه المسألة ومسألة المتن فإنها مفروضة فيما لو كتم طلاقها ثم أقر به بعد زمان وظهر أيضا عدم مخالفته للتصحيح الآتي عن جواهر الفتاوى من اعتبار الاشتهار ولا لما سيأتي في الفروع من اعتباره أيضا فافهم

(قوله: فإن اشتهر إلخ) فلو طلقها ثلاثا بعد هذه الطلقة المشتهرة لا تقع الثلاث كما سيأتي في الفروع.

﴿العبارة الخامسة﴾ الفتاوى التاتارخانية كتاب الطلاق باب العدة(٥/٢٣٨ ط فاروقيه كوئته)

واذا طلق الرجل امراته ثلاثاً فلما اعتدت بحيضتين اكرهها علي الجماع،ان كان مقراً طلاقها تستقبل العدة......وكذلك من طلق امرأته ثلاثاً،وفي الخانية:أو بائناً م: ثم أقام معها زماناً إن أقام منكراً طلاقها لا تنقضى عدتها، وإن كان أقام مقراً بطلاقها انقضت عدتها.

﴿العبارة السادسة﴾ رد المحتار كتاب الطلاق باب العدة(٣/ ٥٢١ ط سعيد)

(قوله: وأشهد) أشار إلى أن الاشتهار لا بد أن يكون بإقراره بين الناس لا بمجرد سماعهم من غيره وإلى أن إقراره عند رجلين يكفي فلا يلزمه الإقرار عند أكثر، فإن الشهادة إشهار كما قالوه في النكاح من أن الإعلان الذي قال باشتراطه الإمام مالك يحصل بالشاهدين فافهم.

﴿العبارة السابعة﴾ الدر المختار كتاب الطلاق باب العدة(٣/ ٥٢٠ ط سعيد)

(لو أقر بطلاقها منذ زمان) ماض فإن الفتوى أنها من وقت الإقرار مطلقا نفيا لتهمة المواضعة ، لكن (إن كذبته) في الإسناد، أو قالت لا

دار الإفتاء

﴿جاری ہے--﴾

Scanned by CamScanner

لا أدري (وجبت) العدة (من وقت الإقرار ولها النفقة والسكنى ، وإن صدقته فكذلك..............................والله تعالى أعلم

الجواب صحيح
(مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی)
۲۸/صفر/۱۴۳۸ھ

الجواب صحيح
(نائب مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی)
۲۷/صفر/۱۴۳۸ھ

عزیر طارق بلوانی عفی اللہ عنہ
دار الافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
۲۷/صفر/۱۴۳۸ھ
۲۸/نومبر/۲۰۱۶ء

مفتی
نائب مفتی

الجواب صحیح
۲۷/۲/۱۴۳۸ھ

الجواب صحیح
شاہ محمد تفضل علی عفی عنہ
۲۷/۲/۱۴۳۸ھ

الجواب صحیح
محمد طاہر عفی عنہ
۲۸/۲/۱۴۳۸ھ

دار الافتاء
فتوی نمبر

Scanned by CamScanner